استفتاء دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

بغیر پگڑی کے صرف ٹوپی پہننے کا شرعی حکم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے مکتوبات، ملفوظات و خطبات کا خلاصہ (حضرت ہی کے الفاظ میں) ''دوائے دل'' کے نام سے مرتب کیا ہے جس کے صفحہ نمبر ۵۷ پر ملفوظات کمالات اشرفیہ کے حوالہ سے درج ذیل ملفوظ موجود ہے:

تواضع اہم ہے۔ کسی نے اپنا حال لکھا تھا کہ عمامہ باندھنا خصوصاً جمعہ وعیدین میں بوجہ حیا و خجلت ترک کیا جاوے یا نہیں۔ ترک سنت کی وجہ سے حیا کو ترجیح دینے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جواب میں فرمایا کہ یہ سنن مقصودہ نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مسنون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو مقصودیت کی شان تواضع میں زیادہ ہے بہ نسبت عمامہ کے۔''

آنجناب سے گذارش ہے کہ درج بالا ملفوظ پر کچھ تشریحی کلمات تحریر فرمادیں کیونکہ عمامہ کے بارے میں نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگوں میں کافی اصرار والتزام پایا جاتا ہے۔

آپ کی تحریر سے شرعی مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ حضرتؒ کے ذوق کی بھی وضاحت ہوجائے گی۔

افادۂ عام کیلئے آپ کی تحریر کو اپنے ماہنامہ ''محاسن اسلام'' میں بھی شائع کردیا جائے گا۔ امید قوی ہے کہ ''محاسن اسلام'' بھی آپ کی نظر مبارک سے گذرا ہوگا۔ تاہم اس کے چند شمارے نئی کتاب ''دوائے دل'' کے ساتھ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔

احقر محمد اسحٰق عفی عنہ

ملتان

الجواب حامداً و مصلیاً

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ واصحابہ أجمعین، وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

Scanned by CamScanner

حقیقت یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے عمامہ کے بارے میں جو کچھ اس ملفوظ میں ارشاد فرمایا ہے وہی صحیح اور معتدل موقف ہے، یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنا ثابت ہے لہٰذا اس سنت کی اتباع میں عمامہ باندھنا باعثِ اجر اور خیر و برکت کا سبب ہے، لیکن جیسا کہ حضرتؒ نے فرمایا، یہ سنن مقصودہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ٹوپی پہننا بھی متعدد روایات سے ثابت ہے اور بعض حضرات نے جو کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہونے کی بنا پر مکروہ ہے (کمانقلہ العلیّ القاری عن بعض العلماء فی مرقاۃ المفاتیح ج۸ص ۱۴۷، کتاب اللباس) اس کی بنیاد حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس"

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عماموں سے ہوتا ہے۔

اس کا مطلب ان بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ مشرکین صرف ٹوپیاں پہنتے ہیں، اور مسلمان ٹوپیوں پر عمامہ بھی پہنتے ہیں۔ لیکن اول تو یہ حدیث ضعیف ہے، امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"ھذا حدیث حسن غریب، واسنادہ لیس بالقائم"

اور امام ابوداؤدؒ نے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے، لیکن وہ بھی انہی ابوالحسن عسقلانی اور ابوجعفر بن محمد ابن رکانہ سے مروی ہے جن سے امام ترمذیؒ نے یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ دونوں راوی مجہول ہیں، اور حافظ منذریؒ نے اسی لئے اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے امام ترمذیؒ کے تبصرے پر اعتماد کیا ہے۔ (تلخیص المنذری ص ۵۴ ج ۶)

دوسرے اس حدیث کا مطلب علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ مشرکین عماموں کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے، اور مسلمان عماموں کے نیچے ٹوپی پہنتے ہیں۔

"أی الفارق بیننا أنا نحن نتعمم علی القلانس وھم یکتفون بالعمائم"

یعنی ہمارے اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامے پہنتے ہیں، اور وہ صرف عماموں پر اکتفا کرتے ہیں۔ (الکاشف عن حقائق السنن للطیبی ص ۲۱۲ ج ۸)

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الملکؒ اور بعض دوسرے شراح حدیث سے بھی حدیث کی یہی تشریح نقل فرمائی ہے، (مرقاۃ المفاتیح ص ۱۴۷ ج ۸ کتاب اللباس) اس کے برعکس یہ تشریح کہ مشرکین

عمامہ نہیں پہنتے صرف ٹوپی پہنتے ہیں، ملا علی قاریؒ نے جزری کے حوالے سے بعض نامعلوم علماء سے نقل کی ہے، اور معلوم علماء میں سے صرف میرکؒ کا حوالہ دیا ہے، اور غور کرنے سے یہ تشریح صحیح معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ اول تو مشرکین عرب میں عمامے کا رواج تھا بلکہ یہ ان کا شعار سمجھا جاتا تھا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام لجواد علی ص ۴۸ تا ۵۲، جس میں وہ کہتے ہیں کہ: "والعمامة هی فخرهم وعزهم وأفخر ملبس يضعونه علی رؤسهم "اور آخر میں لکھتے ہیں: "وجعلوا العمامة شعار اللعرب ورمزا لهم، إذا زال زالت عروبتهم" تیسرے اس تشریح سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے کہ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے میں مشرکین سے مشابہت ہے اور اسلئے وہ مکروہ ہے یہ اس لئے درست نہیں کہ متعدد روایات میں خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا صرف ٹوپی پہننا بھی مروی ہے مثلاً:-

(۱)......صحیح بخاریؒ میں حضرت حسن بصریؒ کا یہ قول تعلیقاً نقل کیا گیا ہے کہ:

"إن أصحاب رسول الله ﷺ كانوا يسجدون وأيديهم فی ثيابهم، ويسجد الرجل منهم علی قلنسوته وعمامته" (صحيح بخاری، كتاب الصلاة، باب السجود علی الثوب ص ۵۶ ج ۱)

مصنف عبدالرزاق میں یہ اثر موصولاً تقریباً انہی الفاظ سے مروی ہے۔ (فتح الباری ص ۴۹۳ ج ۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ عماموں پر بھی سجدہ کر لیتے تھے اور ٹوپیوں پر بھی، ظاہر ہے کہ ٹوپی پر سجدہ کرنا اسی وقت متصور ہے جب اس کے ساتھ عمامہ نہ ہو، اگر ٹوپی عمامے کے نیچے ہو تو وہ عمامہ میں چھپ جاتی ہے، اسلئے اس پر سجدہ نہیں ہو سکتا۔

(۲)......متعدد محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہاد میں شہید ہونے والوں کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں، اور پہلی قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا درجہ اتنا اونچا ہوگا کہ لوگ ان کی طرف اس طرح سر اٹھا کر دیکھیں گے یہ کہہ کر آپ نے سر اتنا بلند کیا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی راوی کہتے ہیں کہ مجھے اس میں شک ہے کہ ٹوپی آنحضرت ﷺ کی گری یا حضرت عمرؓ نے حدیث روایت کرتے ہوئے سر اٹھایا اور ان کی ٹوپی گری۔ (جامع ترمذیؒ ص ۲۹۳ ج ۱ و مسند احمدؒ ص ۲۲ ج ۱)

(۳)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے معجم طبرانی میں مروی ہے:

Scanned by CamScanner

أن رسول الله ﷺ كان يلبس قلنسوة بيضاء" (مجمع الزوائد ص ۲۱۱ ج۵ حديث ۸۵۰۵)

اس پر علامہ ھیثمیؒ نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ: فیه عبدالله بن خراش وثقه ابن حبان، وقال: وربما أخطأوضعفه جمهور الأئمة وبقية رجاله ثقات۔ اس کے بعد انہوں نے یہی حدیث ایک اور ضعیف سند سے نقل کی ہے جو عبداللہ بن خراش کی متابعت کرتی ہے۔

(۴) علامہ عراقیؒ نے شرح ترمذی میں فرمایا ہے:

أجود إسناد فى القلانس ما رواه أبو الشيخ عن عائشة: كان يلبس القلانس فى السفر ذوات الآذان وفى الحضر المضمرة، يعنى الشامية۔

''ٹوپیوں کے بارے میں سب سے اچھی سند کی روایت وہ ہے جو ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ آپ سفر میں کانوں والی ٹوپیاں پہنتے تھے، اور حضر میں (بغیر کانوں کی) شامی ٹوپیاں'' (اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۲۹ ج ۷)

ظاہر یہی ہے کہ ان روایات میں آپ کے ٹوپی پہننے کا جو ذکر ہے وہ بغیر عمامے کے ہے، چنانچہ امام غزالیؒ اور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وكان يلبسها ويلبس تحتها القلنسوة، وكان يلبس القلنسوة بغيرعمامة"

اور آنحضرت ﷺ عمامہ پہنتے تھے، اور اسکے نیچے ٹوپی پہنتے تھے، اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے۔ (احیاء العلوم مع شرح لزبیدی ص ۱۲۹ ج۷ و زاد المعاد ص ۱۳۵ ج ۱ فصل فی ملابسہ ﷺ)

اس کے علاوہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے صرف ٹوپی پہننا بہت سی روایات میں بدرجۂ استفاضہ مروی ہے، جن میں حضرت وابصہ بن معبدؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت علی بن حسینؒ، حضرت ضحاکؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ داخل ہیں (ملاحظہ ہو سنن ابی داود، باب الصلاۃ علی عصا، ص ر ۷ ۱۰ ج ۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۲ ج ۸، فی لبس القلانس وطبقات ابن سعد ص ۱۶۱ ج ۵)

اگر بغیر عمامے کے صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا لباس ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوتا تو یہ حضرات اس سے بچنے کا اہتمام کرتے، بلکہ یہ کراہت مشہور و معروف ہونی چاہیئے تھی حالانکہ صحابہؓ و تابعینؒ سے ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

لہٰذا صرف ٹوپی پہننے کو مکروہ سمجھنا درست نہیں ہے، اور یہ حکم خارج نماز اور داخلِ نماز یکساں ہے، بعض حضرات اس سلسلے میں ایک فقرہ حدیث کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ:

صلاة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلاعمامة ، وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلاعمامة ، والصلاة في العمامة بعشرة آلاف حسنة ۔

یعنی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا عمامہ کے بغیر پچیس نمازوں کے برابر ہے، اور عمامہ کے ساتھ جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے، اور عمامہ میں نماز پڑھنا دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

لیکن یہ حدیث موضوع ہے، اور متعدد محدثین نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے، حافظ سخاویؒ نے المقاصد الحسنۃ (ص ۲۶۳ نمبر ۶۲۴) میں ملا علی قاریؒ نے الموضوعات الصغری (ص ۸۷ نمبر ۱۷۷) میں اور علامہ شوکانیؒ نے الفوائد المجموعہ (ص ۱۸۷، کتاب اللباس والتختم نمبر ۳) میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ پہننا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت عادیہ ہے، اور اس سنت کی اتباع کی نیت سے عمامہ پہننا باعثِ اجر وفضیلت ہے، لیکن اسے واجب سمجھنا یا اس کے بغیر صرف ٹوپی میں نماز پڑھنے یا پڑھانے کو مکروہ سمجھنا صحیح نہیں ہے البتہ جو شخص عمامہ کے بغیر باہر نکلنے یا مجمع میں جانے سے پرہیز کرتا ہو، اس کے لئے بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا بیشک مکروہ ہے۔ اور یہی موقف ہمارے تمام بزرگوں کا رہا ہے، حضرت گنگوہی قدس سرہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں بھی یہی موقف اختیار فرمایا ہے، حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ (ص ۲۵۶ ج ۱) میں کئی سوالات کے جوابات میں یہی فرمایا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند (ص ۹۷، ص ۱۲۰ ج ۴) اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے امداد الاحکام (۵۲۲ ج ۱) اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے کفایۃ المفتی (ص ۱۱۵ ج ۳) میں بھی کم وبیش یہی احکام بیان فرمائے ہیں۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کی ہر سنت، خواہ وہ مقصودہ ہو یا غیر مقصودہ، ایک محبّ کے لئے قابلِ اتباع اور باعثِ خیر وبرکت ہے، اسلئے بہت سے علماء اور اہل اللہ عمامہ کا اہتمام کرتے آئے ہیں، حضرات مشائخ نقشبندیہ کا اہتمام بھی اسی بناء پر ہے، اور یہ اہتمام یقیناً مبارک ہے، اپنے عمل میں ایسی سنتوں کا اہتمام اور اپنے متوسلین کو ترغیب دینا چنداں قابلِ اعتراض نہیں، لیکن چونکہ بہت سے لوگوں کا انداز ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ اس سنت عادیہ کو واجب کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں، بالخصوص نماز میں اس کو بہت

Scanned by CamScanner

ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ بغیر عمامے کے نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اور ہمارے بلاد میں یہ غلط فہمی بہت زیادہ عام ہوگئی ہے اس لئے ہمارے متعدد بزرگوں نے اس غلط خیال کی تردید کے لئے عمامہ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کا جو ارشاد آپ نے اپنے خط میں نقل کیا ہے، اس میں حضرتؒ نے اپنے ایک مسترشد کو جواب دیا ہے، یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ شیخ اپنے مسترشد کو جو مشورے دیتا ہے، اس میں اس کے باطنی حالات اور دوسرے بہت سے عوامل پیشِ نظر ہوتے ہیں اور ضروری نہیں کہ جو مشورہ ایک شخص کو دیا گیا ہو وہ ہر شخص کے لئے قابلِ عمل ہو۔ اُن صاحب کے حق میں آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ تواضع چونکہ سنتِ مقصودہ اور بعض حالات میں واجب ہے، اور عمامہ سنتِ غیر مقصودہ، اور ان کے حق میں دونوں میں تعارض ہو رہا تھا، اسلئے آپ نے تواضع کو ترجیح دی، اور شاید ان صاحب کو یہ غلط فہمی بھی تھی کہ عمامہ سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کے ترک میں کراہت ہے، اس سے ان کی یہ غلط فہمی بھی دور ہوگئی۔ البتہ جہاں عمامہ اور تواضع میں کوئی تعارض نہ ہو وہاں یقیناً اتباعِ سنت کی نیت سے عمامہ پہننا افضل ہوگا، بشرطیکہ اس کے استحباب کو اسی درجہ میں رکھا جائے جس میں وہ واقعۃً ہے، اس سے آگے نہ بڑھایا جائے، کیونکہ ہمارے دین میں ہر چیز کا ایک مقام ہے، اور اسی مقام کا تحفظ تفقہ فی الدین ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد تقی عثمانی

۱۴۲۶/۵/۲۷ھ

مفتی

دار الافتاء

Scanned by CamScanner